© rasailojaraid.com

رہے ہیں۔اس کے بعد تو ہمارے پاس بیچنے کو بھی کچھ نہیں رہے گا کیا صدرِ مملکت سود کی مضرت پر ان زمینی شہادتوں کو بھی نہیں دیکھ رہے؟

اب رہا غریبوں کو گھر بنانے کیلئے امداد کا مسئلہ تو ٹیکس چوروں سے ٹیکس وصول کریں۔ ٹائی کونز پر ہاتھ ڈالیں۔ اگر ایک ڈاکٹر عاصم حسین سے ہی لوٹا ہوا مال واپس لے لیں تو کم از کم ایک ہزار غربا کے لیے آشیانے بن سکتے ہیں۔ کمرشل بنکوں کو قرضے معاف کرنے کا حق حاصل ہے۔ مگر یہ قرضے سیاستدانوں اور صنعت کاروں کو مع سود معاف کیئے جاتے ہیں۔ اگر یہ بنک غربا کو بلا سود قرضے دیں تو کیا قیامت آ جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ صرف دو، دو، چار چار کنال کے گھروں، پانچ پانچ ایکڑز کے فارم ہاؤسز پر ٹیکس لگا دیں تو لاکھوں غربا کو بلا سود قرض دیئے جا سکتے ہیں۔ مگر اصل فتنہ اور ہے کہ ایک بار کسی طرح سود کا جواز حاصل کر لیا جائے تو پھر باقی کام اجتہاد کا داعی سیکولر طبقہ خود کر لے گا۔ سپریم کورٹ آف پاکستان سود کی حتمی حرمت کا فیصلہ دے چکی ہے۔ صدرِ مملکت اگر کوئی خدمتِ اسلام نہیں کر سکتے تو کم از کم اس سود کی وکالت نہ کریں جس کا کھانا، ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے۔ ہم یہ چاہیں گے کہ صدر اپنا یہ بیان واپس لیں کیونکہ لاریب مداخلت فی الدین ہے۔

میڈیا کے ارباب حل وعقد کی خدمت میں

ہم خود بھی میڈیا کی ایک چھوٹی سی اکائی ہیں مگر ہم ہمیشہ آگ کو بجھانے کی کوشش کرتے ہیں بھڑکانے کو حرام جانتے ہیں۔ جبکہ اخبارات کے بعض کالم نگار عمداً جلتی پر تیل ڈالنے کی پالیسی پر گامزن ہیں۔ آگ کی ایک چنگاری انہیں چاہیے بس پھر الاؤ بھڑکا دینے میں ان کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ آٹھ آٹھ اور دس دس گھنٹے کی کوریج کرنا، تقریباً سبھی میڈیا چینلز کا محبوب مشغلہ ہے۔ بلدیاتی انتخابات میں میڈیا والوں نے قیامت کا سماں باندھے رکھا اور پورے ملک میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا کیئے رکھی۔ یہ کوئی خبر نہ تھی جسے اچھالا جاتا کہ سٹیمپ پیڈ خشک تھا اور اس میں پانی ڈالا جا رہا ہے۔ بھلے لوگوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ سٹیشنری کی خریداری کئی ماہ پہلے کی جاتی ہے اور پیڈ خشک ہو جانا ایک معمولی چیز ہے۔ یہ ہر دفتر میں خشک ہو جاتے ہیں اور اس میں پانی ڈالنے سے اس کی خشکی دُور ہو جاتی ہے اور کام دینے لگ جاتا ہے۔ بات کا بتنگڑ بنانا اینکر پرسنز پر ختم ہے۔ دانشوری بجا مگر لگائی بجھائی تو فتنہ گری ہے۔ دانشوری میں گہرائی ہوتی ہے۔ گہرائی نہ ہو تو تھڑے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بازی بن جاتی ہے۔ دانش، تعمیر کرتی ہے۔ تھڑے بازی تخریب کرتی ہے۔ تھڑے باز چوراہوں میں بیٹھ کر دوسروں کی پگڑی اچھالتے ہیں اور دانشور اخبارات میں اپنی دانش کے موتی بکھیرتے ہیں۔ ہمیں منو بھائی سے کئی اختلاف ہیں مگر ان کا گریبان دانشوری کا عمدہ نمونہ ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمیں قاسمی صاحب کا الحمرا والا پہلو پسند نہیں ہے مگر ان کا کالم حکمت و دانش سے لبریز ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صفدر محمود کے صوفیانہ افکار سے اختلاف ہزار ہیں مگر ان کے کالم میں دانشوری جوبن پر ہوتی ہے۔ ہماری استدعا ہے کہ میڈیا ہاؤسز دھیرج اور ٹھہراؤ سے کام لیں اور جذبات کے گھوڑے کو مہیز نہ لگائیں تو قوم کا بھلا ہوگا۔

انڈیا سے کرکٹ اور کمپری ہینسو ڈائیلاگ (Comprehensive)

شہر یار خان شاید بھارتی لابی کا آدمی ہے۔ وہ اپنی حکومت کی اجازت کے بغیر بن بلائے مہمان کی طرح بھارت جا دھمکا اور قوم کی ناک کٹوا کر واپس آ گیا۔ شاید اس کی اپنی تو کوئی ناک ہی نہیں کہ انڈیا سے جوتے کھا کر آیا ہے اور پھر اسی کے راگ الاپتا ہے۔ اس کی مثال اس کمین کی ہے جو گاؤں کے چوہدری سے اپنے بیٹے کیلئے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگنے چلا گیا اور چوہدری نے مرغا بنا کر اپنے کارندوں سے اس کی چھترول کرائی۔ مگر چھترول کے بعد پھر گویا ہوا ''چوہدری صاحب تو کیا میں رشتے سے جواب ہی سمجھوں؟''

ہمیں تو کرکٹ سے نفرت ہے، شہر یار خان پی۔سی۔بی کے چیئرمین کی حیثیت سے کرکٹ کھیلنے اور کھیلانے کے پابند ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں مگر وہ قومی غیرت کا بلیدان شیوا کے استھان پر کرنے سے پرہیز کریں۔ مشرف کے Composite ڈائیلاگ کو شسما دیوی جی comprehensive کا نیا نام دے کر واپس چلی گئی ہیں اور ہمارے دانشور بڑے بڑے امید افزا تبصروں کی دھوم مچا رہے ہیں۔ ہم امید کا دامن نہیں چھوڑتے مگر یہ شعر بلا تبصرہ پیش کرتے ہیں۔

سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے
کہ داماں خیال ''وادی کشمیر'' چھوٹا جائے ہے مجھ سے

شعر میں خیال یار کی جگہ وادی کشمیر کے استعمال سے توازن بگڑ گیا ہے جس پر معذرت خواہ ہیں۔

یہ ڈائیلاگ 1948 سے ہوتے آ رہے ہیں۔ فرق صرف یہ پڑا ہے کہ پہلے سلامتی کونسل کے فورم پر ہوتے تھے۔ 1965ء کے بعد سے دو طرفہ ہو گئے ہیں۔ میدان جنگ بھی اس تنازعہ سے سجے مگر کچھ نہ بنا۔

© rasailojaraid.com